کتاب کا نام:

مسئلة العقیدہ نور من نور اللہ

تصنیف:

محمد ذوالقرنین

اَلصَّلٰوةوَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ الله

اَلصَّلٰوةُوَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَاحَبِیْبُ الله

اَلصَّلٰوةُوَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَا نُور الله

فہرست عنوانات

مؤقفِ اہلسنت والجماعت

عقیدہ نورمن نوراللہ کے بارے میں اہلسنت والجماعت کا مؤقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جس کو پیدا کیا وہ ہمارے پیارے نبی ﷺ ہیں اوراللہ نے نبی ﷺ کو اپنے نور سے پیدا کیا۔مگر دنیا میں بشری حالت میں بھیجا۔یعنی نبی ﷺ کی اصل نور ہے مٹی نہیں۔اہلسنت کے اس مؤقف کی کئی منکرینِ حق نے مخالفت کی اوراس کارد کرنے کی کوشش کی۔مگر اہل حق نے اپنے اس مؤقف کو ہمیشہ ثابت کیا۔اس دوران منکرینِ حق کی طرف سے دئے گئے تمام دلائل کا بھی جواب دیا اہل حق نے۔اہل حق اور منکرینِ حق کے تمام دلائل کامکمل جائزہ اس کتاب میں لیا گیا ہے۔اس لئے اس کتاب کوآخر تک ضرور پڑھیں۔

آیات بشر اور ان کا مطلب

دیکھا گیا ہے کہ منکرین مناظرے میں یا عام بات چیت میں اپنے اس مؤقف کو ثابت کرنے کے لئے کچھ آیات پیش کرتے ہیں۔تو آئیں ان آیات کو اور ان کے مطلب کو دیکھتے ہیں۔

آیت نمبر ا:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ..........

(سورة بنی اسرائیل آیت نمبر ا پارہ ۱۵)

ترجمہ:

پاک ہے وہ (اللہ) جس نے اپنے بندے کو سیر کروائی......

تو یہ پہلی دلیل ہوتی ہے منکرین کی کہ دیکھو اللہ نے نبی ﷺ کو عبد یعنی بندہ کہا ہے۔تو ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا۔تو اس کا بھی منہ توڑ جواب اللہ نے قرآن میں ہی دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

وَجَعَلُوا الۡمَلٰٓئِکَۃَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ اِنَاثًا......

(سورة الزخرف آیت نمبر ۱۹ پارہ ۲۵)

ترجمہ:

اور انہوں نے (کفار نے) فرشتوں کو جو کے بندے ہیں رحمٰن کے عورتیں قرار دیا۔

یہاں پر اللہ نے فرشتوں کو بھی عبد یعنی بندے کہا تو اس سے جہاں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ فرشتے بھی مٹی سے پیدا ہوئے ہیں وہیں پر سورة بنی اسرائیل آیت نمبر ا سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی ﷺ کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔تو اس آیت کو دلیل بنانا کہ نبی ﷺ مٹی سے پیدا ہوئے جائز نہیں۔

کچھ لوگوں نے اس آیت کا ترجمہ غلط کیا ہے اور عبد کا ترجمہ بندے کی بجائے عبادت گزار کیا ہے جو کہ بلکل غلط ہے کیونکہ لفظ عبد ہے اور اس میں لفظ اناثا یعنی عورتیں بھی ہے۔اگر یہاں پر ترجمہ عبادت گزار کیا جائے تو پھر کفار کے اعتراض کا جواب

نہیں ملے گا کہ فرشتے عورتیں نہیں کیونکہ عورتیں بھی تو عبادت گزار ہوتیں ہیں تو پھر کفار کا یہ اعتراض غلط نہیں ہے اور ویسے بھی عبد کا ترجمہ عبادت گزار کرنا لغت کے بھی خلاف ہے۔

آیت نمبر۲:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ.........

(سورۃ الکھف آیت نمبر ۱۱۰ پارہ ۱۶)

ترجمہ:

(اے نبی ﷺ) آپ فرمادو کہ میں بھی تم جیسا انسان ہوں۔

اب کچھ لوگ اس آیت کو دلیل بنا کر یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہم جیسے ہیں۔

تو اس آیت سے بھی اس بات کو نہیں لیا جاسکتا کہ نبی ﷺ ہم جیسے ہیں۔اس آیت میں نبی ﷺ کی ظاہری حالت کا بتایا گیا ہے کہ نبی ﷺ دیکھنے میں عام انسانوں جیسے تھے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قران مجید کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے اس آیت کے مفہوم، شان نزول اور تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے۔تو اس کی تفسیر کی طرف چلتے ہیں۔

بحوالہ تفسیر ابن کثیر:

''حضرت امیر معاویہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ فرمادو کہ میں بھی تم جیسا ایک انسان ہوں، تم بھی انسان ہو اگر مجھے جھوٹا جانتے ہو تو لاؤ اس قران جیسا ایک قران تم بھی بنا کر''۔

تو اس تفسیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کو ظاہری حالت میں ''تم جیسا انسان'' کہنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ آگے نبی ﷺ نے کافروں کو فرمایا کہ ''تم بھی انسان ہو'' تو ان سے کہا ہے کہ جیسے تم ہو ویسا میں یعنی بات کرنے میں، کام کرنے میں ہر لحاظ سے تمہارے مشابہہ ہوں اگر میں جھوٹا ہوں تو تم بھی ایک قران بنا کر لے آؤ۔

اب آتے ہیں اس آیت کی تشریح کی طرف:

''اے نبی ﷺ آپ فرمادیں کہ میں بھی تم جیسا انسان ہوں کا مطلب ہے کہ میں بھی اللہ کی باتوں کا احاطہ نہیں کرسکتا''۔

بحوالہ قران کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر اِلی اللّغَةِ الاُرْدِيَّة:

نوٹ: یہ قران شریف مع ترجمہ وتفسیر خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود کی طرف سے ہدیہ ہے۔

تو سعودی نسخہ میں بھی اس آیت کی رو سے نبی ﷺ کو ہم جیسا نہیں کہا گیا بلکہ یہ کہا گیا کہ وہ بھی اللہ کی باتوں کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

تو اب اس آیت کو دلیل لینا کہ نبی ﷺ مٹی سے پیدا ہوئے بلکل ہی بے جا ہے۔

مگر اب بھی اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں اللہ نے نبی ﷺ کو بشر کہا ہے تو میں نور نہیں مانتا تو اس کے لئے بھی اللہ نے قران میں حضرت جبریل علیہ السلام کو بھی ''پورا بشر'' کہا ہے تو پھر حضرت جبریل علیہ السلام کو بھی اپنے جیسا بشر اور مٹی سے پیدا کئے گئے کہنا ہوگا۔

اللہ نے ارشاد فرمایا:

فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهارُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَابَشَرًا سَوِيًّا

(سورۃ مریم آیت نمبر ١٧ پارہ ١٦)

ترجمہ:

پھر ہم نے اس (حضرت مریم) کے پاس اپنی روح (جبریل علیہ السلام) کو بھیجا پس وہ اس کے سامنے پورا بشر بن کر ظاہر ہوا۔

اب تو اللہ نے جبریل کو بھی بشر کہہ دیا تو اب کون ہے جو جبریل کو خود جیسا کہے؟ یقیناً کوئی نہیں تو اگر اس آیت کو دلیل بنا کر کوئی جبریل کو خود جیسا نہیں کہتا تو نبی ﷺ کو کیوں کہتے ہیں؟ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں آیات ظاہری صورت کے اعتبار سے نازل ہوئیں۔

تو نبی ﷺ کو خود جیسا انسان کہنا جائز ہی نہیں۔

نبی ﷺ نور ہیں قرآن کی روشنی میں

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اللہ نے قران میں بشر کہا ہے نور نہیں کہا تو میں نے الحمد اللہ پیچھے اس بشریت کا مکمل مطلب بتا دیا ہے۔ اب آتے ہیں کہ کیا اللہ نے نبی ﷺ کو قران میں نور کہا ہے؟ تو اس کا جواب ہے۔ جی ہاں اللہ نے نبیؐ کو قران مجید میں نور فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ"

(سورۃ المآئدۃ آیت نمبر ۱۵ پارہ ٦)

ترجمہ:

"تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب آ چکی ہے"

اس آیت میں اللہ نے نبی ﷺ کو نور فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔ اب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس نور سے مراد قران ہے جو کے بلکل غلط ہے۔ کیونکہ اللہ نے آگے قران کا ذکر علیدہ فرمایا دیا ہے کہ روشن کتاب آ چکی ہے۔ اب نور کا مطلب بھی روشنی ہی ہوتا ہے تو اس سے پتہ چلا کہ پہلے کسی اور نور کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ ایک ہی جملے میں ایک ہی صفت کو دو بار نہیں پکارا جاتا۔ اور ویسے بھی اللہ نے نور اور روشن کتاب کے درمیان لفظ "وَ" یعنی "اور" کا استعمال کیا ہے جو کہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ دو الگ الگ چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ جہاں پر لفظ "اور" آ جائے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ ایک ہی چیز کا ذکر نہیں ہے۔ مثلاً: وہ ایک شریف "اور" ایمان دار آدمی ہے۔

تو اب جب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ نور قران کو نہیں کہا گیا تو اس بات کی طرف آتے ہیں کہ نور کس کو کہا گیا ہے۔

تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں "امام محمدالرازی فخر الدین" فرماتے ہیں کہ

"اس کے بارے میں یہ اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے کہ اس نور سے مراد محمدؐ ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس نور سے مراد قران مجید ہے جو کہ ضعیف ہے"۔

تو امام فخر الدین کے نزدیک بھی یہ قول کہ نور سے مراد قران ہے یہ ضعیف ہے۔

انبیاء کو خود جیسا بشر کہنا طریقہ کفار ہے

انبیاء اکرام کو خود جیسا بشر کہنا کفار کا طریقہ ہے چناچہ اللہ تعالیٰ نے قران میں ارشاد فرمایا:

”فقال الملؤا الذین کفروا من قومه ماهذا الا بشر مثلکم یرید ان یتفقضل علیکم ولوشاء الله لا نزل ملئکة ماسمعنا بهذا فی ابآئنا الاولین“.

(سورة المؤمنون آیت ۲۴ پارہ ۱۸)

ترجمہ:

”اس (نوح) کی قوم کے کافر سرداروں نے صاف کہہ دیا کہ یہ تو تم جیسا ہی ایک انسان ہے. یہ تم پر فضیلت اور بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے. اگر اللہ ہی کو منظور ہوتا تو کسی فرشتے کو اتارتا ہم نے تو اسے اپنے اگلے باپ دادوں کے زمانے میں سنا ہی نہیں“۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

”ماهذا الا بشر مثلکم یاکل مماتاکلون منه ویشرب مما تشترون“

(سورة المؤمنون آیت ۳۳ پارہ ۱۸)

ترجمہ:

”یہ تو تم ہی جیسا انسان ہے تمہاری ہی خوراک یہ بھی کھاتا ہے اور تمہارے پینے کا پانی ہی یہ بھی پیتا ہے“۔

تو قران کے مطابق بھی نبیوں کو کافروں نے ہی خود جیسا بشر کہا ہے۔قران میں جہاں پر نبی ﷺ کو انسانوں کی مثل کہا گیا ہے اس فرمان کا مطلب اوپر گزر چکا ہے۔ **سورة المؤمنون آیت ۳۳** میں کافروں نے جو حضرت نوح پر اعتراض کیا تھا کہ وہ ہماری طرح کھاتے اور پیتے ہیں کا ذکر کیا گیا ہے۔اور آج کل نبی ﷺ پر بھی یہی اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ ہماری

طرح انسان تھے کیونکہ وہ ہماری طرح کھاتے بھی تھے اور پیتے بھی تھے اور ان کی شادیاں بھی ہوئیں۔تو قوم نوح کے کافر سرداروں اور آج کے ان لوگوں میں کیا فرق ہے؟

....

احادیثِ نور اوران کی حقیقت

پہلی حدیثِ نور کی سند:

”عبد الرزاق عن معمر عن زهری عن سالم بن عبدالله عن ابیه(عبدالله ابن عمرؓ)“

”عبدالرزاق نے معمر سے سنا انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے اورانہوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ ابن عمر سے سنا“

سند پر تحقیق:

ا: حافظ کبیر امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع حمیری صنعائی رحمۃ اللہ علیہ۔

مشہور ”ثقہ حافظ مصنف“ راوی ہیں۔

(تقریب التہذیب راوی نمبر ۴۰۶۴)

”یہ جلیل القدر اہل علم اور ثقہ راویوں“ میں سے ایک ہیں۔

(میزانِ اعتدال جلد ۴ راوی نمبر ۵۰۴۹)

بخاری میں آپؒ سے کم وبیش ۸۹/احادیث مروی ہیں. اور مسلم میں آپؒ سے کم وبیش ۲۸۹/احادیث لی گئی ہیں.

۲: امام ابوعروہ معمر بن راشد ازدی بصری رحمۃ اللہ علیہ۔

”ثقہ پختہ کار فاضل“ راوی ہے۔

(تقریب التہذیب راوی نمبر ۶۸۰۹)

”یہ جلیل القدر عالم اور ثقہ راویوں“ میں سے ایک ہیں۔

(میزانِ اعتدال جلد ۶ راوی نمبر ۸۶۸۸)

بخاری اور مسلم کے مرکزی راوی ہیں. بخاری میں ان سے کم وبیش ۲۲۵/احادیث مروی ہیں اوران میں سے

۸۰ کے اوپر ’’عبدالرزاق عن معمر‘‘ کی سند نے جیسے اس پر ہے. مسلم شریف میں ان سے کم وبیش ۳۰۰ /احادیث مروی ہیں، جن میں سے کم وبیش ۲۸۰/احادیث ’’عبدالرزاق عن معمر‘‘ کی سند سے ہیں۔

۳: امام ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن حارث بن کلاب الزہریؒ۔

’’ان کی جلالت قدر اور اتقان‘‘ پر سب کا اتفاق ہے۔

(تقریب التہذیب راوی نمبر ۶۲۹۶)

’’یہ حافظ الحدیث اور حجت ہیں‘‘۔

(میزانِ اعتدال جلد ۶ راوی نمبر ۸۱۷۷)

یہ صحیحین اور سنن کے چھ مجموعوں کے ثقہ راوی ہیں۔

۴: حضرت ابوعمر سالم بن عبداللہ بن عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

’’پختہ کار عابد فاضل‘‘ راوی تھے. سیرت میں اپنے والد کے مشابہ تھے.

(تقریب التہذیب راوی نمبر ۲۱۷۶)

۵: عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

’’بعثت نبویؐ کے بعد پیدا ہوئے. یہ بکثرت احادیث بیان کرنے والے صحابہ میں سے ایک تھے. اور شدت سے حدیث پاک کی اتباع کرنے والوں میں سے تھے۔

(تقریب التہذیب راوی نمبر ۳۴۹۰)

ثابت ہوا کہ اس حدیث کی سند بلکل صحیح ہے۔

متنِ حدیث:

’’(عبدالله ابن عمرؓ) قال: رايت النبي ﷺ بعيني هاتين و كان نوراً كله بل نوراً من نور الله من رآه (بديهة) هابة و من راه مراراً استجبه اشد استجباب.‘‘

ترجمہ:

''عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا میں نے نبی اکرمؐ کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا، آپؐ سراپا نور تھے بلکہ اللہ کے نور میں سے عظیم نور تھے''۔

(الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف صحفہ ۶۲ حدیث نمبر ۱۷)

یہ حدیث سند کے اعتبار سے بلکل صحیح ہے اور حدیث کا دارومدار سند پر ہی ہوتا ہے. اور اس سند میں کوئی مدلس راوی بھی نہیں کہ اس کے عن سے روایت کرنے سے یہ حدیث ضعیف ہو جائے. تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ اکرامؓ کے نزدیک بھی نبیؐ ''نور من نور اللہ'' تھے۔

دوسری حدیثِ نور کی سند:

''عبدالرزاق عن معمر عن ابن منكدرعن جابر بن عبدالله انصاریؓ''

''عبدالرزاق نے معمر سے سنا انہوں نے ابن منکدر سے سنا اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا''

سند پر تحقیق:

(سند کے پہلے دو راویوں عبدالرزاق اور معمر کی صحت کا بیان اوپر گزر چکا ہے)

۳: محمد بن منکدر بن عبداللہ بن ہُدَیر تیمي.

''ثقہ فاضل'' راوی ہے.

(تقریب التہذیب راوی نمبر ۶۳۲۷)

اس کی روایات کو تمام اصحاب ستہ نے نقل کیا ہے۔ بخاری میں ان سے کم وبیش ۳۰/ احادیث مروی ہیں. جن میں کم وبیش ۲۹/ احادیث ''ابن منکدر عن جابرؓ'' کی سند سے ہیں. اور مسلم میں ان سے کم وبیش ۲۲/ احادیث مروی ہیں. میں میں ۱۴ کے قریب جابر سے مروی ہیں۔

۴: جابر بن عبداللہ انصاریؓ.

صحابی کے بیٹے ہیں اور خود بھی صحابی ہیں نبی ﷺ کے ساتھ انیس غزوات میں شریک ہوئے۔

(تقریب التہذیب راوی نمبر ۱۸۷)

ثابت ہوا کہ اس حدیث کی سند بلکل صحیح ہے۔

متنِ حدیث:

”(جابر بن عبداللہ انصاریؓ) قال: سالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اول شي خلقہ اللہ تعالی؟ فقال یاجابر ان اللہ تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ ثم خلق فیہ کل خیر و خلق بعدہ کل شئی.“

ترجمہ:

”جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیؐ سے پوچھا یارسول اللہ: اللہ نے سب سے پہلے کیا پیدا فرمایا؟ تو نبیؐ نے فرمایا! اے جابر بے شک اللہ نے تیرے نبیؐ کے نور کو اپنے نور سے سب سے پہلے پیدا فرمایا اس میں ہر خیر پیدا کی اور اس کے بعد ہر شے پیدا کی“۔

(الجزالمفقود من الجزالاول من المصنف صحفہ ۶۳ حدیث نمبر ۱۸)

(نشرالطیب ”اشرف علی تھانوی دیوبندی“ صحفہ ۱۱)

(المواھب اللدنیہ جلد ا صحفہ ۴۴) (سرالاسرار ”شیخ عبدالقادر جیلانیؒ صحفہ ۵۵)

ان کے علاوہ بھی کئی محدثین نے اس حدیث کو نقل کیا ہے. اور صحیح کہا ہے.

اس حدیث سے واضح طور پر یہ ثابت ہو رہا ہے کہ نبیؐ نور من نوراللہ ہیں کیونکہ نبیؐ نے خود یہ فرمایا ہے کہ اللہ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا. اس کتاب ”الجزالمصنف“ کے بارے میں اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ مصنف عبدالرزاق کا جز نہیں ہے بلکہ یہ خود گھڑ لیا ہے تو علامہ احمد بن محمد قسطلانیؒ کی کتاب المواھب اللدنیہ جو کہ آج سے تقریباً چھ سو سال پہلے لکھی گئی اس میں بھی یہ حدیث عبدالرزاق کے طریق سے ہی مروی ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ اسی کا جز ہے۔

حدیث نور اور اس پر کیئے گئے اعتراضات کے جوابات

جب منکرین ان احادیثِ نور کو سند کے اعتبار سے ضعیف ثابت کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر طرح طرح کی ناکام اور بے بنیاد تاویلیں کرنا شروع کر دیتے ہیں. ذیل میں ان کی تمام تاویلیں اور ان کے مدلل جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض نمبر ا: تخلیقِ قلم۔

منکرین اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے قلم کی تخلیق والی حدیث پیش کرتے ہیں کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا.

حدیث کچھ یوں ہے:

"نبیؐ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور حکم دیا کہ لکھو. اس نے عرض کیا۔ کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا. تقدیر جو گزر چکی ہے اور جو ہمیشہ، ہمیشہ ہونے والی ہے قیامت تک"۔

(ترمزی حدیث نمبر ۲۱۵۵)

امام ترمزی اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔

مگر یہ حدیث ابوداؤد میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے۔ (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۰۰)

منکرین اس حدیث کو دلیل بنا کر کہتے ہیں کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا تو نبیؐ کی تخلیق کا ذکر جس حدیث میں کیا گیا ہے وہ حدیث ضعیف ہوگئی.

تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اسی حدیث سے ہی ثابت ہو رہا ہے کہ قلم سے پہلے بھی تخلیق ہوئی ہے کیونکہ اللہ نے قلم کو فرمایا جو "گزر چکی" تو وہ کیا چیز پہلے گزر چکی یقیناً تخلیقِ نور محمدؐ جیسا کہ اوپر گزر چکا کہ نبیؐ نے فرمایا مجھے ہر چیز سے پہلے پیدا کیا گیا اور ہر چیز میرے بعد پیدا کی گئی۔

اور قلم کی تخلیق سے پہلے اللہ نے اپنا عرش تخلیق کیا.

”حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا اللہ نے مخلوقات کی تقدیر کو لکھا آسمان اور زمین کے بنانے سے پچاس ہزار سال پہلے اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا“۔

(صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۷۴۸)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ نے قلم سے پہلے عرش کو پیدا کیا.اسی حدیث کو دلیل بنا کر امام ابو یعلیٰ ہمدانیؒ نے بھی یہی کہا ہے کہ عرش قلم سے پہلے تھا.

(المواهب اللدنیه جلد اصفحه ۴۵)

امام احمد اور امام ترمزی نے ابورزین عقیلی کی روایت سے بھی مرفوعاً نقل کیا ہے کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا:

”بے شک پانی عرش سے پہلے پیدا کیا گیا“۔

(ترمزی کتاب التفسیر باب سورہ ہود کی تفسیر)

تو ان احادیث سے تو معلوم ہوا کہ پانی عرش سے پہلے پیدا کیا گیا اور عرش قلم سے پہلے۔تو اب اس حدیث کو دلیل بنانا کہ قلم کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا بلکل ہی بے جا ہے.

لیکن اگر اب بھی کوئی یہ کہے کہ نہیں اللہ نے سب سے پہلے قلم کو ہی پیدا کیا ہے.تو پھر اس کو چاہیے کہ نبیؐ کے اس فرمان پر بھی غور کرے.

نبیؐ نے فرمایا! سب سے پہلے عالم (علم اس لئے حاصل کرے کہ لوگوں میں عالم مشہور ہو) جہنم میں جائے گا.پھر فرمایا سب سے پہلے شہید (جو شہید کہلوانے کے لئے شہید ہو) جہنم میں جائے گا.پھر فرمایا سب سے پہلے سخی (جو دکھاوے کہ لئے صدقہ دے) جہنم میں جائے گا۔

(ترمزی حدیث نمبر ۲۳۸۲ کا مفہوم)

اس حدیث کے مطابق نبیؐ نے تین لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ تینوں سب سے پہلے جہنم میں

جائیں گے. تو اگر کوئی اس حدیث کو لے کر یہ کہنا شروع کر دے کہ فلاں ہی سب سے پہلے جہنم میں جائے گا تو یہ بات بلکل بے جا ہے. تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبیؐ نے جہنم کے طبقات کے لحاظ سے فرمایا ہوگا کہ ہر طبقے میں سب سے پہلے یہ، یہ جہنم میں جائیں گے. تو پھر اس سے واضح طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ سب سے پہلے تخلیق والی احادیث کا کیا مطلب ہے. کیونکہ وہ بھی پھر اسی کی تشریح کے مطابق ہوں گی. کہ مخلوقات میں سب سے پہلے نبیؐ کو پیدا کیا پھر پانی کو پھر قلم اور پھر باقی مخلوقات کو. نبیؐ کو سب سے پہلے اس لئے لکھا کیونکہ نبیؐ نے فرمادیا تھا کہ ہر چیز میرے بعد پیدا کی گئی (حدیث اوپر گزر چکی ہے).

تو ثابت ہوا کہ نبیؐ کو ہی اللہ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا۔

اعتراض نمبر۲: اولاد۔

جب منکرین کے دلائل ختم ہوجاتے ہیں تو وہ ایک اور نئی تاویل کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ اہل سنت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ محمدؐ اللہ کے نور ہیں تو پھر (معاذ اللہ) وہ اللہ کے بیٹے ہوئے کیونکہ ''نور من نور اللہ'' کا مطلب ہے کہ اللہ کے نور کا ٹکڑا اور ساتھ ہی وہ اللہ کے بیٹے ہوگئے کیونکہ ''میں سے'' کا مطلب ہے بیٹا ہونا. پھر مثال دیتے ہیں کہ ''میں اپنے باپ میں سے ہوں تو مطلب میں اس کا بیٹا ہوں''. اللہ نے قران میں اور نبیؐ نے حدیث میں اس چیز کا مکمل اور منکرین کو منہ توڑ جواب دیا۔

اللہ نے قران مجید میں حضرت مریمؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَارُوْحَنَا......''

(سورة المريم آيت نمبر ۱۷)

ترجمہ:

''پھر ہم نے اس (مریم) کے پاس اپنی روح (جبرائیل) کو بھیجا...''

اس آیت میں اللہ نے جبرائیل کو ''اپنی روح'' کہا ہے جو کہ ان منکرین کے اعتراض کا واضح اور منہ

توڑ جواب ہے. کیونکہ اگر ''میں سے'' کا مطلب اولاد ہے تو پھر یہاں پر تو اللہ جبرائیل کو سیدھا سیدھا ''اپنی روح'' کہہ رہا ہے جو کہ واضح دلیل ہے منکرین کے لئے کہ جبرائیل کو اللہ کا بیٹا کہیں۔ اور اس آیت کا ترجمہ کسی بھی امام نے کچھ اور نہیں کیا بلکہ یہی کیا ہے یہاں تک کہ منکرین نے بھی اس آیت کا ترجمہ یہی کیا ہے. تو پھر ان کو چاہیے کہ جبرائیل کو بھی (معاذ اللہ) اللہ کا بیٹا کہیں۔

نبیؐ نے بھی اس کا منہ توڑ جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''حسین منی و انامن حسین''

(جامع ترمزی کتاب المناقب حدیث نمبر ۱۰۷۰)

ترجمہ:

''(نبیؐ نے فرمایا) حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں''۔

نبیؐ کے اس فرمان سے منکرین کے اس اولاد والے اعتراض کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں. حسین مجھ سے ہے کا تو سمجھ آ جاتا ہے کہ وہ میرا بیٹا ہے مگر میں حسین سے ہوں کا مطلب یہ لیا ہی نہیں جا سکتا. تو اسی طرح نور من نور اللہ کا مطلب بھی اولاد ہونا نہیں لیا جا سکتا.

اب اس اعتراض کا ایک دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ منکرین کہتے ہیں کہ کیا اللہ نے اپنے نور کے ٹکڑے کیئے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے نور کے ٹکڑے نہیں کیئے بلکہ ہم یہ مثال دے کر سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ جیسے ایک چراغ سے کسی دوسرے چراغ کو روشن کر لیا جائے تو پہلے چراغ کی روشنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا تو اسی طرح اللہ کے نور میں بھی کوئی فرق نہیں پڑا.

نورِ محمد ﷺ منکرین کے علماء کی نظر میں

منکرینِ عقیدہ نورِ نبی کو مٹی سے پیدا ہوئے ثابت کرنے کے لئے طرح طرح کی ناکام کوششیں کرتے ہیں مگر ان کے اپنے علماء کے نزدیک بھی نبی ؐ نور ہی ہیں. ذیل میں چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی (دیوبندی):

''انہوں نے اپنی کتاب نشر الطیب کی پہلی فصل باب نورِ محمدی ؐ کا بیان'' میں حدیثِ نور کو مواھب الدنیہ کے طریق سے لکھا. اور پھر لکھا کہ اس حدیث سے نورِ محمدی کا اول مخلوق ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دیوبندی حضرات اس کتاب کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کی تمام روایات صحیح ہیں مگر پھر اس کی پہلی حدیث کو ہی ضعیف کہہ دیتے ہیں جو کہ منافقت کی علامت ہے۔

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (اہلحدیث):

''انہوں نے اپنی کتاب فتویٰ ثنائیہ جلد۲ باب رسولِ خدا ؐ اللہ کے نور ہیں صفحہ نمبر۲۹۷'' پر لکھتے ہیں کہ ہمارا اور اہلفقیہ پارٹی (اہلسنت) کا اتفاق ہے کہ محمد ؐ نورِ خدا ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ:

''اپنی کتاب مکتوباتِ فارسی جلد۳'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت محمد ؐ جسم عنصری رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے. نبی ؐ نے خود ارشاد فرمایا: **خلقت من نور الله** میں اللہ کے نور میں سے پیدا ہوا. اور کسی کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔

ختم شدہ